طارِق حبیب
لیکچرار شعبۂ اُردُو، سرگودھایونی ورسٹی، سرگودھا

مُشفق خواجہ کے خطوط

Tariq Habib
Lecturer Departmnet of Urdu, Sargodha University, Sargodha

Latters of Mushfiq Khawaja

Mushfiqu Khawaja is a very well known name of research. Now a days in the universities of Pakistan the study of Mushfiq Khawaja as a researcher is the part of course. As we know that the study of the letters of writers plays very important role to understnad the era of those writers as well as the writers themselves. Here two letters of Mushfique Khawaja are represented which were written to Tariq Habib. The study of these letters shows the areas of interest, behaviour and intellectuality of the Mushfiq Khawaja.

مُشفق خواجہ اسمِ بامسمّٰی تھے۔ میری اُن سے دو ملاقاتیں تھیں۔ اُنھوں نے میرے نام دو خط لکھے۔ تاہم وہ اتنے شفیق اور یاد رکھنے والے لوگوں میں سے تھے کہ جب کوئی دوست کراچی جاتا تو وہ اس سے میرا ذکر کرتے اور میری خیر و عافیت ضرور دریافت کیا کرتے۔

پہلی بار میری اُن سے ملاقات تب ہوئی، جب میں اپریل ۱۹۹۵ء میں اپنے ایم اے اُردُو کے تحقیقی مقالے کے سلسلے میں جنابِ مُشتاق اَحمد یوُسفی سے ملنے اور اُن کا انٹرویو کرنے کی غرض سے کراچی گیا۔ مُشتاق اَحمد یوُسفی صاحب سے میری ملاقات اُن کی جائے سکونت پر ۱۱۔ اپریل ۱۹۹۵ء بہ روز منگل، صبح گیارہ بجے سے شام چار بجے تک پھیلی ہوئی ہے۔ شام چار بجے مَیں وہاں سے رُخصت لے کر صدر کراچی پہنچا۔ یہاں تک یوُسفی صاحب کا ڈرائیور دلاور خان مُجھے چھوڑ گیا۔ کراچی صدر میں مُجھے یوُسفی صاحب کی ناشر اور مکتبہ دانیال کی مہتمم حورانی نورانی صاحبہ سے یوُسفی صاحب ہی کے سلسلے میں ملاقات کرنا تھی۔ یہاں سے فارغ ہو کر میں نے ناظم آباد کا رُخ کیا اور جنابِ مشفق خواجہ کے ہاں جا پہنچا۔ کسی بڑے پائے کے اور معروف محقّق کو جیتے جاگتے رُو بہ رُو دیکھنے کا یہ میرا پہلا موقع اور تجربہ تھا۔ میری اُن سے گفتگو کا دورانیہ کم و بیش ڈیڑھ دو گھنٹے پر محیط ہوگا، جس میں اُنھوں نے میرے بارے میں کُچھ پوچھا اور پھر یوُسفی صاحب کے فکر و فن اور شخصیت کے حوالے سے کئی ایک باتیں کیں، بل کہ ہوا یوں کہ وہ مُجھ سے اِس ضمن میں سوالات کرتے رہے۔ وہ ساری باتیں اب مُجھے یاد نہیں رہیں، تاہم وہ ایسی ملاقات ضرور رہی کہ آج تک اُن کی محبت اور شفقت کا اثر دل و دماغ پر قائم ہے اور مشفق خواجہ بھی بعد ازاں میرے بارے میں احباب سے پوچھتے رہتے تھے۔(۱)

دوسری مرتبہ میری اُن کی ملاقات لاہور میں ڈاکٹر وحید قریشی کے مکان پر ہوئی۔ تاریخ مجھے یاد نہیں رہی، غالباً ۱۹۹۶ء کے کسی مہینے کا ذکر ہے۔ اُستاذِ محترم ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب سے اتفاقاً مشفق خواجہ صاحب کا ذکر چھڑ گیا، تو اُنھوں نے بتایا کہ آج شام مشفق خواجہ لاہور میں ہوں گے، اگر مَیں اُن سے ملاقات کرنا چاہوں، تو حاضر ہو جاؤں۔ مُجھے یہ جان کر واقعی بے حد خوشی ہوئی تھی اور مَیں سراپا اشتیاق بنا وقتِ مقرر پر مہمانِ خصوصی سے ملنے کے لیے پہنچ گیا۔ اُنھوں نے مُجھے دیکھتے ہی پہچان لیا اور بڑی محبت اور بے حد شفقت سے ملے۔ مُجھے نہیں معلوم کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ اُن کا رویہ اور میل ملاپ کا طور طریقہ کیا تھا، لیکن میرے باب میں تو وہ نہایت شفیق واقع ہوئے تھے اور مَیں اُن کے حسنِ سلوک سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ دراصل یہ اُن کا بڑا پن اور اعلیٰ ظرفی تھی کہ وہ اپنے چھوٹوں کو اِس محبت سے ملتے اور اُنھیں یاد رکھتے تھے۔

شاید یہ بھی اُن کی شخصیت کا اعجاز تھا کہ پہلی ہی ملاقات میں اُن سے جو گفتگو ہوئی، اُس میں جھجک اور خاطر گریز کیفیت کا احساس جاتا رہا تھا اور ایک طرح کی بے تکلّفی پیدا ہو گئی، ایسا ہی دوسری بار بھی ہوا اور پھر جب اُن سے دو ایک بار مکتوب کے ذریعے سے رابطہ ہوا تو بھی یہی کیفیت تھی۔ اُنھوں نے بھی ایک مشفق دوست کی طرح بے تکلّفی سے خط لکھے اور مَیں نے بھی اُنھیں حوصلہ افزا اور کرم فرما مہربان جان کر اپنا مدعا اور احوال واضح بیان کیے؛ لیکن سچی بات یہ ہے کہ اب اپنے خطوں کو دیکھتا ہوں تو یہ بے تکلّفی بھی کسی قدر بے ادبی محسوس ہوتی ہے۔

افسوس کہ جس قدر اُن سے رابطہ رکھنا چاہیے تھا اور جتنی بار اُنھیں ملنا چاہیے تھا، اُس قدر اور اُتنی بار ایسا نہ ہو سکا۔ بہ ہر حال اللہ اُنھیں غریقِ رحمت کریں، وہ یقیناً ہمارے عہد کے ایک بڑے ادیب و محقق تو تھے ہی، انسان بھی بڑے تھے۔

اُن کا پہلا خط جو مُجھے موصول ہوا، وہ میرے کسی خط کے جواب میں تھا، جس میں، مَیں نے اُنھیں سہ ماہی ''شبیہ'' خوشاب کے کُچھ شمارے، بہ شمول تازہ شمارے: ''شیر افضل جعفری نمبر'' (۲) ارسال کیے تھے اور آیندہ کے خصوصی شمارے کا ذکر کیا تھا۔ اپنے اُس خط کی نقل میرے پاس محفوظ نہیں رہی، تاہم اُن کا جواب پیشِ خدمت ہے:

۳ڈی۔ ۹ ناظم آباد
۲۶
کراچی۔۷۴۶۰۸

عزیزِ مکرم۔ سلام مسنون

آپ کا کرم کہ آپ مُجھے یاد رکھتے ہیں۔ رسالہ ''شبیہ'' کا شیر افضل جعفری نمبر ملا اور خط بھی۔ مگر یہ حسن اتفاق ہے کہ دونوں چیزیں مل گئیں۔ آپ نے میرے نام کے ساتھ ناظم آباد کراچی لکھا ہے۔ ناظم آباد پندرہ لاکھ کی آبادی کا محلّہ ہے، یہاں کسی فرد کو اُس کے صرف نام سے تلاش کرنا ناممکن ہے۔ وہ تو یہ کہیے کہ خدا ساز بات یہ ہوئی کہ میرے ایک جاننے والے ڈاک خانے گئے اور وہاں لاوارث ڈاک کے ڈھیر میں اپنا کوئی خط تلاش کرتے ہوئے آپ کی دونوں چیزیں لے آئے۔ از رہ کرم آیندہ مکمل پتا لکھیں جو اِس کی پیشانی پر لکھا ہے۔

شیر افضل جعفری نمبر مرتب کر کے آپ نے ایک بڑی ادبی خدمت انجام دی ہے۔ جعفری صاحب مرحوم ہمارے صاحبِ اُسلوب

شاعروں میں سے تھے۔لیکن ہماری تنقید نے اُن کے باب میں مجرمانہ تغافل سے کام لیا ہے۔خدا کرے آپ کا نمبر مرحوم کی مرتبہ شناسی کی طرف پہلا قدم ثابت ہو نہ کہ آخری۔

خالد اختر افغانی (۳) نمبر میں لکھنے کی دعوت کا شکریہ۔لیکن میری مجبوری بلکہ معذوری یہ ہے کہ میں دوسروں کے تجویز کردہ موضوعات پر لکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔اپنی دل چسپی کے محدود دائرے سے باہر قدم رکھنے کی مجھے توفیق نہیں ہوتی۔میری معذرت قبول فرمایئے۔

میں نے سنا ہے کہ یوسفی صاحب پر آپ کا مقالہ کتابی صورت میں شائع ہوگیا ہے۔کراچی میں کسی کتب فروش کے پاس یہ کتاب نظر نہیں آئی۔ازرہ کرم اپنے ناشر سے کہیے کہ اس کا ایک نسخہ رعایتی قیمت پر بذریعہ وی پی بھیج دے۔رعایتی قیمت پر اس لیے کہ اب ہر کتب فروش معقول رعایت دیتا ہے۔اوراس کے بغیر کتابیں خریدنا ممکن نہیں ہوتا۔

آپ کا خیر اندیش

مشفق خواجہ

۳۰۔۳۔۲۰۰۱

جناب طارق حبیب صاحب

لاہور

☆☆☆

اللہ الصّمد

میرے بہت محترم مُشفق خواجہ صاحب

السلامُ علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط موصول ہوا، یقین جانیے بہت خوشی ہوئی۔

شیر افضل جعفری نمبر پر آپ کے تاثرات میرے لیے باعثِ عزت ہیں۔

کاش کبھی ہم بھی ناشر کی زبان سے ''یوسُفیات'' کے چھپ جانے کا مژدۂ جانفزا سُنتے:

اُٹھتا مرے پہلو سے وہ مہرِ شناسائی

اِک روز تو ایسا بھی آغازِ سحر ہوتا

فقیر نے ناصر کاظمی کے ایک مصرعے کی تحریف ناشرین کے جملہ طرزِ عمل سے چڑ کر کُچھ یوں کی ہے:

''ناشر'' کیا کہتا پھرتا ہے ، کُچھ نہ سنو تو بہتر ہے

اللہ کرے اِسی ماہ، ''یوسُفیات'' منظرِ عام پر آ جائے، گزشتہ ایک برس سے اِس اذیت ناک عمل سے گزر رہا ہوں اور کوئی امید

بھی بر نہیں آتی۔ بلکہ اب تو:

''ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ ''

بہر حال اللہ ربُّ العزت نے جولمحہ اس کتاب کے ظاہر ہونے کا مقرر کر رکھا ہے، اُس سے انحراف ممکن نہیں اور یوں بھی اب رہ رہ کر یہ خیال آتا ہے کہ ایسا غیر معیاری کام نہ ہی چھپے تو بہتر ہے، لیکن اپنی اہلیت اور استعداد سے بڑھ کر کُچھ کیا بھی تو نہیں جاسکتا، پھر دعویٰ اور تقاضا کس لیے!! اپنے افتخار عارف کے بقول:

''اِس کمائی پہ تو عزت نہیں ملنے والی ''

اگر پیرومرشد مُشتاق احمد یوسُفی صاحب سے رابطہ ہو، تو مُجھ فقیر کا بھی سلام پیش کیجیے گا۔

اللہ سائیں آپ پر اپنی شفقت وعنایت کے در وا کریں۔

۱۹۔اپریل ۲۰۰۱ء پنج شنبہ (جمعرات) آپ کا:

۵۔غوری سٹریٹ، رُستم پارک، نواں کوٹ طارق حبیب

ملتان روڈ، لاہور۔

☆☆☆

اللہ

طارق حبیب سہ ماہی شبیہ ادبی جریدہ

پتہ سرگودھا: ''دیارِ حبیب''۔۱۴/بی/ڈبلیو۔ نیو سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

پتہ لاہور :۵/غوری سٹریٹ رستم پارک نواں کوٹ لاہور

حوالہ : الف۔اللہ/۱۶

تاریخ : یکم اکتوبر ۲۰۰۳ء بدھ

بہت محترم مشفق خواجہ صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ ''یوسفیات'' (۴) کا نسخہ آپ موصول فرما چکے ہوں گے اور یقیناً اچھی یا بری کوئی رائے بھی قائم کر چکے ہوں گے۔ تاہم آپ کی خدمت میں نسخہ ارسال کرنے کی عجلت کے باعث میں خط لکھنا بھول ہی گیا، جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

پچھلے کچھ عرصے میں ''شبیہ'' کے تین چار تازہ شمارے، ''جادہ پیما'' (۵) کا ایک نسخہ اور اب ''یوسفیات'' آپ کی خدمت میں ارسال کی گئی ہے، لیکن آپ کی طرف سے کسی کی بھی رسید موصول نہیں ہوئی:

''خو تری حور شمائل کبھی ایسی تو نہ تھی''

''یوسفیات'' یقیناً مشتاق احمد یوسفی صاحب پر کسی بھی اعتبار سے مکمل تنقیدی اور تحقیقی کام نہیں ہے، لیکن اِس میں مسئلہ میری کم علمی اور نااہلی کا اس قدر نہیں۔ دراصل خود یوسفی صاحب کی علمی و ادبی شخصیت اتنی بڑی ہے کہ اس کا درست تر احاطہ کرنے کے لیے کئی کتابوں اور مجھ جیسے کئی ناقدوں کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

بہرحال صورتِ حال جو بھی ہو، ''یوسفیات'' آپ کے سامنے ہے اور اِس کے حوالے سے آپ کی بے لاگ رائے میرے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ امید ہے آپ کتاب ملنے کی رسید بھی عنایت فرمائیں گے اور مذکورہ تنقیدی کام کو اپنے تنقیدی تبصرے کا شرف بھی بخشیں گے۔

''کیــــــــــجــــــــــے ہمارے ساتھ عداوت ہی کیوں نہ ہو''

''شبیہ'' کا تازہ شمارہ بھی اِس سے قبل آپ کی خدمت میں ارسال کیا جا چکا ہے۔ اِس مرتبہ ادارہ ''شبیہ'' نے ''شعیب احمد کے افسانے'' (۶) شائع کرنے کا جتن کیا تھا۔ ''شبیہ'' کا تازہ شمارہ ''تصانیفِ نونمبر'' (۷) ہے، جو ان شاء اللہ اکتوبر کے وسط تک شائع ہو جائے گا۔

اللہ کرے آپ بخیر ہوں۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو، تو میں حاضر ہوں۔

والسلام:

طارق حبیب

☆☆☆

۳ڈی۔ ۹ ناظم آباد

۲۶

کراچی۔۷۴۶۰۸

عزیز مکرم۔ سلام مسنون

بے حد شرمندہ ہوں کہ میں آپ کی عنایات کے جواب میں خاموش رہا۔ ایک عرصے سے میری طبیعت ناساز ہے۔ اس وجہ سے کوئی کام وقت پر نہیں ہوتا۔ آپ کے ارسال کردہ رسالے اور کتابیں ملتی رہیں۔ میں ان سے استفادہ کرتا رہا اور خوش ہوتا رہا کہ آپ بہت اچھے اچھے کام کر رہے ہیں۔ بس خط لکھنے میں کوتاہی ہوئی۔

''یوسفیات'' اتنا اچھا کام ہے کہ میں آپ کی درازیِ عمر کی دعا کرتا ہوں کہ آپ آیندہ بھی اسی طرح کے کام بلکہ کارنامے انجام دیتے رہیں۔ آپ نے جس دقتِ نظر سے یوسفی صاحب کا مطالعہ کیا ہے، اس کی پہلے سے کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ مطالعے کے لیے آپ نے

جوطریق کار اختیار کیا ہے، وہ خاصا مشکل تھا،لیکن آپ نے اس مشکل کو بڑی خوش اسلوبی سے آسان کرلیا۔ یوسفی صاحب پرآیندہ جوبھی کام کرے گا، وہ آپ سے استفادہ کرنے پرمجبور ہوگا۔

مجھے آپ کی کتاب کا وہ حصہ پسند نہیں آیا،جس میں آپ نے یوسفی صاحب پر دوسروں کے اثرات،اور دوسروں پر یوسفی صاحب کے اثرات کی تفصیل لکھی ہے۔دو لکھنے والوں کے ہاں ایک ہی طرح کے دوچار جملوں کا پایا جانا یاایک ہی جیسے الفاظ کا استعمال ''اثر'' نہیں ہوتا، اتفاق ہوتا ہے۔عبداللہ حسین، ممتاز مفتی، رشید احمد صدیقی کے ہاں بھی ایسے جملوں کی نشان دہی کی جاسکتی ہے، جو دوسروں کے ہاں موجود ہیں۔غالب کے درجنوں شعروں کے مضمون پہلے کے شاعروں کے ہاں موجود ہیں۔نام یادنہیں آ رہا، ایک صاحب نے پوری کتاب اس موضوع پر لکھی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مشرقی اور مغربی شاعروں کے ہاں ایک ہی جیسی باتیں ملتی ہیں حالانکہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے وجود ہی سے بے خبر تھے۔یوسفی صاحب کا اثر، بعد کے لکھنے والوں پر آپ نے جودکھایا ہے وہ ذرا قبل از وقت ہے۔جن لوگوں پر آپ نے اثر کی نشان دہی کی ہے، اُنھیں پہلے قد وقامت تو نکال لینے دیا ہوتا۔یونس بٹ پر آپ علاحدہ جولکھ چکے تھے، وہ کافی تھا،اس کتاب میں اُس کی تکرار نامناسب ہے۔یہ حضرت تو اتنے فن کار ہیں کہ حال ہی میں ایک جگہ ان کا انٹرویو دیکھا جس میں اُنھوں نے کہا، مجھ پر کسی کا اثر نہیں۔جبکہ ان کی کتابوں کے نام بھی چوری کے ہیں۔

آپ کا خیر اندیش

مشفق خواجہ

۱۱۔۰۳۔۲۰۰۳

عزیز مکرم طارق حبیب صاحب

سرگودھا

☆☆☆

اللہ

طارق حبیب

''دیارِ حبیب''۔۱۴/بی/ڈبلیو۔نیوسٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔

تاریخ:۰۶/دسمبر۲۰۰۳ء ہفتہ حوالہ:الف۔اللہ/۲۱

بہت محترم مشفق خواجہ صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

''شبیہ'' کا تازہ شمارہ حاضرِ خدمت ہے۔

آپ کا مکتوب بھی موصول ہوا۔ بہت خوشی ہوئی۔ آپ کا بہت شکریہ۔

اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اللہ سائیں آپ کو صحت منداور مطمئن رکھیں۔ بلاشبہ آپ ہمارا گراں قدر سرمایہ ہیں۔ میرے لائق کوئی حکم ہو،کوئی خدمت ہو، میں ہر طرح سے حاضر ہوں۔

''یوسفیات'' کو آپ نے سراہا اور اِسے کارنامہ قرار دیا، اگر چہ میں اِس پذیرائی کا اہل تو نہیں ہوں، لیکن یہ آپ کا بڑا پن ہے کہ آپ نے مجھے اور میرے کام کو اِس قابل سمجھا۔ جہاں تک ''یوسفیات'' کے اُس حصے کا تعلق ہے، جو اثرات سے متعلق ہے اور جسے آپ نے ناپسند فرمایا ہے، سچی بات یہی ہے کہ میں خود بھی اُس حصے سے مکمل طور پر متفق نہیں ہوں۔

جہاں تک عبداللہ حسین اور ممتاز مفتی کے اثرات کا تعلق ہے، یقیناً درست نہیں ہے۔ جانے کیسے یہ حصہ ہر قرأت میں محو ہوتا رہا ہے (واللہ اعلم)۔ کتاب چھپ کر آنے کے فوراً بعد مجھے اس کوتاہی کا احساس ہوا کہ اِس جگہ گڑبڑ ہوگئی ہے۔ البتہ رشید احمد صدیقی کے اُسلوب کے اثرات کا جہاں تک معاملہ ہے، میرے خیال میں اُنھیں نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

ڈاکٹر یونس بٹ نے جس منفی انداز سے مشتاق احمد یوسُفی صاحب سے استفادہ کیا ہے، اگر اُس کا ذکر ایک سے زیادہ بار ہوبھی جائے، تو کچھ مضائقہ نہیں ہے، لیکن کتاب میں اِس حصے کو شامل کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ پہلے یہ تحریر علیحدہ سے ایک تحقیقی مضمون کی شکل میں سہ ماہی ''شبیہ'' میں شائع ہوئی (۸)، لیکن چونکہ ''شبیہ'' کا حلقۂ قارئین واثرا تنا وسیع نہیں ہے اور یہ وہ مطالب حاصل نہیں کرسکتا، جو کسی کتاب کا مقدر ہوتے ہیں، اِس لیے اِسے کتاب میں بھی شامل کرنا پڑا کہ جن قارئین کی رسائی ''شبیہ'' تک ممکن نہ ہو، اُن تک کتاب پہنچ جائے۔ تاہم الحمدللہ یہ کام یونس بٹ صاحب سے کسی اختلاف یا تعصب کی بنا پر نہیں کیا گیا، بلکہ اُن کے منفی اُسلوبِ حیات کو موضوعِ بحث بنانا مقصودِ خاطر تھا۔

اشفاق احمد ورک اور وحید الرحمٰن خان اگر چہ نئے لکھنے والوں میں شمار ہوتے ہیں اور ادب میں ابھی کوئی بڑا یا واضح مقام نہیں رکھتے لیکن اُن کے تذکرے کے پس منظر میں سب سے بڑا جذبہ تعلقِ خاطر اور محبت تھا۔ ورک صاحب پنجاب یونی ورسٹی میں میرے سینئر رہے ہیں، جبکہ وحید الرحمٰن خان میرے ہم جماعت بھی رہے اور میرے خاص دوستوں میں بھی شامل ہیں، تاہم اُن کا کام اپنی جگہ محترم ضرور ہے۔

یہ چند گزارشات آپ کے مکتوب کے جواب میں تھیں اور ''فقط اِس شوق میں پوچھی ہیں ہزاروں باتیں'' کے مصداق اصل مقصد آپ سے گفتگو کو طول دینا تھا، امید ہے آپ ناراض نہ ہوں گے۔

یوسفی صاحب کی طبیعت اب کیسی ہے؟ ایک دو بار فون بھی کیا اور خط بھی لکھا ہے، لیکن کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ ''یوسفیات'' کی رسید تک موصول نہیں ہوئی۔ اللہ کرے وہ بخیر ہوں، ممکن ہو، تو میرا سلام اُن تک پہنچایئے گا۔

والسلام:

طارق حبیب

حواشی وحوالہ جات

۱۔ اِس سلسلے میں ڈاکٹر تحسین فراقی ،سعود عثمانی اور ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان قابلِ ذکر ہیں، جنھوں نے اِس امر کا تذکرہ کیا تھا کہ وہ کراچی گئے تو جنابِ مشفق خواجہ نے اُن سے میرے بارے میں دریافت کیا۔ اِس سے مشفق خواجہ کی بزرگواری ظاہر کرنا مقصود ہے، کیوں کہ تب تک میری کتاب: ''یوسفیات'' ابھی شائع نہیں ہوئی تھی، البتہ سہ ماہی ''شبیہ'' خوشاب کا ''مشتاق احمد یوسُفی نمبر'' اور میری مرتّبہ کتاب: ''مشتاق احمد یوسُفی : چراغ تلے سے آبِ گم تک'' کی اشاعت ہوچکی تھی: ا۔ ''شبیہ''، خوشاب، سہ ماہی، خصوصی اشاعت: 'مُشتاق اَحمد یوسُفی نمبر''، شمارہ:۱۳ تا ۱۷، جلد:۴، ۵، جنوری ۱۹۹۵ء تا مارچ ۱۹۹۶ء، سائز: ۲۰×۳۰÷۸، صفحات: ۳۳۶، مدیر/ ناشر: طارِق حبیب

ب۔ ''مُشتاق اَحمد یوسُفی ؛ چراغ تلے سے آبِ گم تک''، لاہور، الحمد پبلی کیشنز،
مرتّب کتاب: طارِق حبیب، بارِ اوّل: مارچ ۱۹۹۷ء، صفحات: ۳۳۵،
بارِ دوُم: ستمبر ۲۰۰۶ء، صفحات: ۲۷۲

۲۔ ''شبیہ''، خوشاب، سہ ماہی، ''شیر افضل جعفری نمبر''، جلد: ۰۹، شمارہ: ۳۴، ۳۵، ۳۶،
اپریل ۲۰۰۰ء تا ستمبر ۲۰۰۰ء، سائز: ۲۰×۳۰÷۸، صفحات: ۱۹۲

۳۔ خالد اختر افغانی (۱۹۱۴ء۔ ۲۰۔ فروری ۱۹۷۸ء) سوہدرہ، وزیر آباد میں پیدا ہوئے اور خوشاب میں اُن کی وفات ہوئی اور اُن کی تدفین سوہدرہ ہی میں کی گئی۔ بہ حیثیت شاعر، ادیب اور صحافی کے اپنی پہچان کروائی، تاہم اُن کا سب سے اہم کام ''حالاتِ قائدِ اعظم'' کے نام سے لکھی جانے والی کتاب ہے۔ یہ کتاب قائدِ اعظم محمد علی جناح پر لکھے جانے والی ابتدائی کتب میں شمار ہوتی ہے۔ کئی برس تک ممبئی سے ہفت روزہ ''طارق'' کی اشاعت میں مصروف رہے۔ تشکیلِ پاکستان کے بعد خوشاب میں قیام پذیر ہوئے۔ سہ ماہی ''شبیہ'' میں اُن کا ایک غیر مدوّن ناولٹ ''ملاقات'' شائع کیا گیا۔ تقسیمِ ہندوستان سے قبل کی سیاسی وسماجی فضا کے پس منظر میں تحریکِ آزادیٔ پاکستان اور افسانے کی ابتدائی فنی عمر کے تناظر میں اِس ناولٹ کا تجزیاتی مطالعہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ نثر و نظم کے حوالے سے اُن کا بیش تر کام منتظرِ اشاعت ہے۔ اِن کی اولاد میں سے عتیق اختر افغانی اُردو پنجابی کے شاعر اور چار شعری مجموعوں کے خالق ہیں۔

۴۔ ''یوسُفیات: مشتاق احمد یوسُفی، سوانح، فکر اور فن''، مصنف: طارِق حبیب، اسلام آباد،
دوست پبلی کیشنز، اشاعت اوّل: ۲۰۰۳ء، صفحات: ۲۷۶
اب کُچھ نئے اور اہم مطالب ومباحث کے ساتھ اکادمی ادبیات پاکستان سے اِسی کتاب کی اشاعتِ نو ہوئی ہے:
''پاکستانی ادب کے معمار''، ''مشتاق احمد یوسُفی: شخصیت اور فن''، از: طارِق حبیب،
اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان، اشاعت: ۲۰۰۸ء، صفحات: ۲۰۶

۵۔ راقم اُن دِنوں گورنمنٹ انبالہ مسلم کالج سرگودھا میں اُردو کے لیکچرار کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ ''جادہ پیما'' اِس کالج کا علمی و ادَبی مجلّہ ہے، جس کے دو شمارے راقم کی ادارت میں شائع ہوئے۔ جس شمارے کا یہاں ذکر ہے، اُس کا مزاج کالج کے عمومی رسایل جیسا نہ تھا، بل کہ ادَبی اور تحقیقی رنگ غالب تھا: ''جادہ پیما''، شمارہ:۰۷، دورانیہ:۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۱ء، صفحات:۶۲۹۶۔ ''شبیہ''، خوشاب، سہ ماہی، شمارہ خصوصی: ''شعیب احمد کے افسانے''، جلد:۱۰ تا ۱۲، شمارہ:۳۹ تا ۴۶۔ جولائی ۲۰۰۱ء تا جون ۲۰۰۳ء، سائز: ۲۳×۳۶÷۱۶، صفحات: ۸۰ شعیب احمد اوری اینٹل کالج پنجاب یونی ورسٹی کے شعبۂ فارسی کے معتبر استاد ہیں۔ اُن کی ایک کتاب: ''سوغات'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے، جو جدید ایرانی افسانوں کا بڑا عمدہ ترجمہ ہے اور دوسری کتاب: ''مَیں تُجھے سوچتا ہوں''، نظموں اور غزلوں کا مجموعہ ہے۔ ''شبیہ'' کا مذکورہ خصوصی شمارہ بھی اُن کی تخلیقی کتاب کے طور پر شمار کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ تصانیفِ نونمبر بھی شائع ہو گیا، حوالہ: ''شبیہ''، خوشاب، سہ ماہی، ''تصانیفِ نونمبر (۱)''، جلد:۱۳، شمارہ:۴۹، ۵۰، جنوری ۲۰۰۴ء تا جون ۲۰۰۴ء، سائز:۲۳×۳۶÷۱۶، صفحات:۱۴۴

۸۔ ''شبیہ''، خوشاب، سہ ماہی، خصوصی شمارہ: ''ڈاکٹر محمد یونس بٹ بہ لحاظِ مشتاق احمد یوسفی''، جلد:۱۰، شمارہ:۳۷، ۳۸، اکتوبر ۲۰۰۰ء تا دسمبر ۲۰۰۰ء، سائز:۲۰×۳۰÷۸، صفحات:۲۴

۳ڈی - ۹/۲۶ ناظم آباد
کراچی - ۷۴۶۰۸

عزیز مکرم - سلام مسنون

آپ کا شکریہ کہ آپ مجھے یاد رکھتے ہیں۔ رسالہ "شجرہ" کا شیر افضل جعفری نمبر ملا اور خط بھی مگر یہ حسن اتفاق ہے کہ دونوں چیزیں مل گئیں۔ آپ نے میرے نام کے ساتھ صرف ناظم آباد کراچی لکھا ہے۔ ناظم آباد پندرہ لاکھ کی آبادی کا علاقہ ہے۔ یہاں کسی فرد کو اس کے صرف نام سے تلاش کرنا ناممکن ہے۔ وہ تو یہ کہیے کہ خدا ساز بات یہ ہوئی کہ میرے ایک جاننے والے ڈاک خانے گئے اور وہاں لاوارث ڈاک کے ڈھیر میں اپنا کوئی خط تلاش کر رہے تھے کہ آپ کی دونوں چیزیں لے آئے۔ ازراہ کرم آئندہ مکمل پتا لکھیں جو اس کی پیشانی پر لکھا ہے۔

شیر افضل جعفری نمبر مرتب کر کے آپ نے ایک بڑی ادبی خدمت انجام دی ہے۔ جعفری مرحوم ہمارے صاحب اسلوب شاعروں میں سے تھے۔ لیکن ہماری تنقید نے اُن کے باب میں مجرمانہ تغافل سے کام لیا ہے۔ خدا کرے کہ آپ کا یہ نمبر مرحوم کی مرتبہ شناسی کی طرف پہلا قدم ثابت ہو نہ کہ آخری۔

خالد اختر افغانی نمبر میں لکھنے کی دعوت کا شکریہ۔ لیکن میری مجبوری بلکہ معذوری یہ ہے کہ میں دوسروں کے تجویز کردہ موضوعات پر لکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اپنی دلچسپی کے محدود دائرے سے باہر قدم رکھنے کی مجھے توفیق نہیں ہوتی۔ میری معذرت قبول فرمائیے۔

میں نے سنا ہے کہ برسوں پہلے آپ کا مقالہ کتابی صورت میں شائع ہو گیا ہے۔ کراچی میں کسی کتب فروش کے پاس یہ کتاب نظر نہیں آئی۔ ازراہ کرم اپنے ناشر سے کہیے کہ اس کا ایک نسخہ رعایتی قیمت پر بذریعہ وی پی بھیج دے۔ رعایتی قیمت پر اس لیے کہ اب ہر کتب فروش معمول کی رعایت دیتا ہے۔ اور اس کے بغیر کتابیں خریدنا ممکن نہیں ہوتا۔

آپ کا خیر اندیش
مشفق خواجہ
۳۰-۳-۲۰۰۱ء

جناب طارق حبیب صاحب
لاہور

۳ ڈی - ۹/۲۶ ناظم آباد
کراچی - ۷۴۶۰۸

عزیز مکرم - سلام مسنون

آپ کا شکریہ کہ آپ مجھے یاد رکھتے ہیں۔ رسالہ "شبیہ" کا شیر افضل جعفری نمبر ملا اور خط بھی مگر یہ حسنِ اتفاق ہے کہ دونوں چیزیں مل گئیں۔ آپ نے میرے نام کے ساتھ صرف ناظم آباد کراچی لکھا ہے۔ ناظم آباد پندرہ لاکھ کی آبادی کا محلہ ہے، یہاں کسی فرد کو اس کے صرف نام سے تلاش کرنا ناممکن ہے۔ وہ تو یہ کہیے کہ خدا ساز بات یہ ہوئی کہ میرے ایک جاننے والے ڈاک خانے گئے اور وہاں لاوارث ڈاک کے ڈھیر میں اپنا کوئی خط تلاش کرتے ہوئے آپ کی دونوں چیزیں لے آئے۔ ازراہِ کرم آئندہ مکمل پتا لکھیے جو اس کی پیشانی پر لکھا ہے۔

شیر افضل جعفری نمبر مرتب کر کے آپ نے ایک بڑی ادبی خدمت انجام دی ہے۔ جعفری مرحوم ہمارے صاحبِ اسلوب شاعروں میں سے تھے۔ لیکن ہماری تنقید نے اُن کے باب میں مجرمانہ تغافل سے کام لیا ہے۔ خدا کرے آپ کا نمبر مرحوم کی مرتبہ شناسی کی طرف پہلا قدم ثابت ہو نہ کہ آخری۔

خالد اختر افغانی نمبر میں لکھنے کی دعوت کا شکریہ۔ لیکن میری مجبوری بلکہ معذوری یہ ہے کہ میں دوسروں کے تجویز کردہ موضوعات پر لکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اپنی دلچسپی کے محدود دائرے سے باہر قدم رکھنے کی مجھے توفیق نہیں ہوتی۔ میری معذرت قبول فرما لیجیے۔

میں نے سنا ہے کہ [illegible] پر آپ کا مقالہ کتابی صورت میں شائع ہو گیا ہے۔ کراچی میں کسی کتب فروش کے پاس یہ کتاب نظر نہیں آئی۔ ازراہِ کرم اپنے ناشر سے کہیے کہ اس کا ایک نسخہ رعایتی قیمت پر بذریعہ وی پی بھیج دے۔ رعایتی قیمت پر اس لیے کہ اب ہر کتب فروش معقول رعایت دیتا ہے۔ اور اس کے بغیر کتابیں خریدنا ممکن نہیں ہوتا۔

آپ کا خیر اندیش
مشفق خواجہ
۳۰-۳-۲۰۰۱ء

جناب طارق حبیب صاحب
لاہور